امداد فی مآثر الاجداد

مؤلفہ:۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجمہ:۔ پروفیسر محمد ایوب قادری ایم اے

(۲)

...خ وجیہ الدین

شیخ وجیہ الدین شجاعت، تقویٰ سے بدرجۂ کمال متصف تھے۔ حضرت والد (شیخ عبدالرحیم) قدس سرہ فرماتے تھے کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ ...ول تھا کہ روزانہ دن رات میں قرآن شریف کے دو پارے تلاوت کرتے تھے اور اس تلاوت کو ...حضر، غم اور خوشی میں ترک نہیں کرتے تھے۔ جب بوڑھے ہوگئے اور قوت بینائی کم ہوگئی تو جلی ...میں لکھا ہوا قرآن کریم اپنے پاس رکھتے تھے اور وہ سفر میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ نیز فرماتے ...کہ وہ کسی کے کھیت میں اپنا گھوڑا نہیں ڈالتے تھے اگرچہ سارا لشکر اس کھیت میں سے گزرتا ...اور ان کو بعض اوقات متعارف راستہ سے ہٹ کر چلنا پڑتا تھا۔

...لمی

(شیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ کسی لڑائی میں اُن (شیخ وجیہ الدین) کا ساز و سامان کم[1] ہوگیا، کھانے پینے کا سامان بھی مہیا نہ ہوا ان کے ساتھی زبردستی گاؤں کے مویشی ...تے تھے اور کھاتے تھے۔ اور انہوں نے ایسی پرہیزگاری کی کہ دو تین فاقے ہوگئے اور قوت

---

[1] نسخہ الف ' گم '

بالکل ساقط ہوگئی تو رزاقِ حقیقی جل شانہ کی رزاقیت نے اس صورت میں ظہور فرمایا کہ اتفاق سے وہ چابک سے زمین کو کرید رہے تھے جیسا کہ فکر کے وقت ہوتا ہے، وہاں سے ان کی خوراک کے بقدر چنے ملے چونکہ گری پڑی چیز کا کوئی مالک نہیں ہوتا ہے اس لئے ان چنوں کو دھویا، پاکیزہ کیا پھر اُبالا اور تناول کیا۔

نیز شیخ عبدالرحیم فرماتے تھے کہ میرے والد (شیخ وجیہ الدین) رحمۃ اللہ علیہ خدام، ملازمین اور گھسیاروں وغیرہ کے ساتھ ایسی شفقت اور انصاف سے پیش آتے تھے کہ اس زمانہ کے متقیوں سے کم ایسا برتاؤ دیکھا گیا ہے۔

بیعت نیز فرماتے تھے کہ ایک سفر میں میرے والد (شیخ وجیہ الدین) رحمۃ اللہ علیہ نے (کسی ولی[1]) کی ولایت کے بعض ایسے شواہد ملاحظہ کیے کہ انہوں نے انؓ سے بیعت کرلی اور صوفیوں کے اشغال میں مصروف ہوگئے۔ کم گوئی کی عادت ڈالی اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایسا کمال حاصل کیا کہ اس زمانے کے صوفیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

کاتب حروف (شاہ ولی اللہ رح) کہتا ہے کہ شیخ مظفر رہتکی[2] میرے والد (شیخ عبدالرحیمؒ) اور شیخ ابوالرضا محمد (تایا) کے متعلق ان (شیخ وجیہ الدین) کے ارتباط کو بیان کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں (شیخ عبدالرحیم و شیخ ابوالرضا محمد) ان کی شیرینیِ (اشغالِ صوفیہ) سے سیراب ہوتے ہوں گے اور ان دونوں نے اس منبع زلال سے فیض حاصل کیا ہوگا۔

حضرت والد (شیخ عبدالرحیم) قدس سرہ ان (شیخ وجیہ الدین) کی بہادری کی بہت سی حکایتیں بیان کرتے تھے۔ اس سلسلہ کی کچھ حکایتیں میں اس کتاب میں لکھتا ہوں تاکہ اس خاندان کے لوگوں کو اخلاقِ فاضلہ کے حاصل کرنے پر تنبیہ ہو اور عمل کا دار و مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔

سید حسین کی ہمراہی ان حکایات میں سے ایک یہ ہے کہ (شیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے

---

[1] ان بزرگ کا نام نہیں لکھا۔

[2] شیخ مظفر رہتکی کا حال نہیں ملتا۔ مآثر الاجداد (تذکرہ صدیقیان رہتک بھی ان کے ذکر سے خالی ہے۔

ری عمر چار سال کی تھی[1] کہ وہ (شیخ وجیہ الدین) سید حسین کے ہمراہ جو زمانہ کا ایک مشہور
ر تھا، سرزمین مالوہ میں قصبہ دھامونی وغیرہ کی طرف گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے
وہاں ایک کافر نے جو شجاعت و دلیری میں مشہور و معروف تھا، بغاوت و فساد اختیار
بہت کوشش کے بعد وہ سید حسین کی ملاقات کے لئے آیا۔ پہرہ داروں نے چاہا کہ اس
یر ہتھیاروں کے مجلس میں لائیں۔ وہ اس بات پر راضی نہ ہوا۔

جب اس سلسلہ میں زیادہ بحث و تکرار ہوئی تو اس نے سید حسین سے کہلا کر بھیجا کہ تم
ہی ہو اور تمہارے پاس کافی جماعت ہے۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک آدمی کو بغیر
یاروں کے نہیں چھوڑتے کہ تمہاری مجلس میں آسکے۔ سید حسین اس بات سے متاثر ہوئے
دیا کہ کوئی شخص اس کے ہتھیاروں سے تعرض نہ کرے۔

(شیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ اس کی بشاشت کی صورت آج تک میرے خیال میں
د ہے۔ وہ پان کھا رہا تھا اور آہستہ آہستہ چل رہا تھا جیسے کہ شادی کی مجلس میں آرہا ہے
میرے والد (شیخ وجیہ الدین) رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ
س فرد اس مجلس میں ہاتھا پائی کرے گا انہوں نے فوراً ایک خدمتگار کو بلایا اور میری
، اشارہ کیا کہ اس لڑکے کو کسی اونچی جگہ کھڑا کردو۔ تاکہ اس جھگڑے میں اسے کوئی
مان نہ پہنچے۔

جب وہ نزدیک آیا تو سلام کرنے کے مقام سے آگے بڑھ گیا۔ دربان نے کہا کہ
جگہ سے سلام کرو اور آگے مت بڑھو۔ اس نے دربان کے کہنے پر توجہ نہ دی اور کہا کہ
چاہتا ہوں کہ سید حسین کے پاؤں کو بوسہ دوں تاکہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔
، نزدیک پہنچا تو اس نے سید حسین کے اوپر تلوار چلائی۔ سید حسین بعجلت تمام ایک
ہو گئے اور شمشیر سید حسین کے تکیہ پر پڑی اور اس کو کاٹ دیا، اس نے دوسری مرتبہ پھر

---

[1] چار سال کے بچہ کو لڑائی میں ساتھ لے جانا سمجھ میں نہیں آیا، ممکن ہے "چہاردہ" ہو اور
نت میں "دہ" کا لفظ رہ گیا ہو۔

تلوار اٹھائی اور سید حسین کے مارنے کا ارادہ کیا کہ میرے والد (شیخ وجیہ الدین) پھرتی سے اس کے پاس پہنچ گئے اور خنجر کی ایک ضرب سے اس کو داصل جہنم کیا۔

بے مثال بہادری

(ان کے بہادری کے قصوں میں سے) یہ بھی ہے کہ (شیخ عبدالرحیم) فرماتے ہیں کہ اسی علاقہ میں ایک دن سید حسین لڑائی میں شریک ہوئے۔ جب موافق ومخالف (دونوں طرف) کی صفیں آراستہ ہوگئیں تو ایک کفار اکیلا گھوڑے پر سوار، تلوار گردن میں حمائل کئے ہوئے آگے بڑھا اور بلند آواز سے پکارا کہ میں فلاں (شخص) ہوں اس معرکے میں اکیلا کھڑا ہوں اگر چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرو تو کر سکتے ہو۔ لیکن بہادری کی شرط یہ ہے کہ سید حسین اکیلا مجھ سے مقابلہ کرے۔ سید کی رگ ہاشمی حرکت میں آئی۔ وہ (سید حسین) اپنے گھوڑے کو صف سے باہر لائے اور اس کے مقابلہ میں مشغول ہوگئے۔ اس کافر نے عجب چابک دستی کی جلدی سے تلوار چلا دی، سید حسین نے اس کو اپنی ڈھال پر لیا۔ اس تلوار نے ڈھال کی ایک کل[1] (دستہ) کو کاٹ دیا اور دوسرے دستہ میں اٹک گئی۔ جب اس راجا نے اس تلوار کو پوری قوت سے ڈھال میں سے کھینچا تو سید حسین گھوڑے سے گر گئے۔ کافر گھوڑے سے کود پڑا اور سید حسین کے سینہ پر بیٹھ گیا اور ان کو قتل کرنے کی سوچنے لگا میرے والد (شیخ وجیہ الدین) اسی وقت اس کے پاس پہنچے اور تلوار کی ایک ضرب سے اس کی زندگی کی رسّی کو کاٹ دیا۔

جب وہ اس جگہ سے اُٹھ گئے اور ہر ایک اپنے ٹھکانے پر آگیا تو ایک دوسرا سوار پہلے کے ہم شکل آگے بڑھا۔ اور بلند آواز سے پکارا کہ میں فلاں ہوں اور مقتول کا بھائی ہوں، تمہارے سامنے اکیلا کھڑا ہوں۔ جو کوئی چاہے اس سے کہو کہ وہ مجھے مارے لیکن بہادری کی شرط یہ ہے کہ میرے بھائی کا قاتل مجھ سے مقابلہ کرے۔ میرے والد (شیخ وجیہ الدین) اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چند مختلف ضربوں کے بعد اسے جہنم رسید کیا۔

ایک ساعت کے بعد اس صورت اور شباہت کا تیسرا سوار ظاہر ہوا (اس نے بھی) اسی

---

[1] درنسخہ الف 'گل'

رح اپنا مقابل طلب کیا - میرے والد پھر مقابلہ کے لئے آگے بڑھے اس نے میرے والد
ں دونوں کلائیوں کو پکڑلیا اور چاہا کہ زمین پر دے مارے یا اپنے گھوڑے پر ڈال لے۔
وہ مدافعت اور مزاحمت کرتے تھے۔ آخر انھوں نے دیکھا کہ کافر زیادہ قوی ہے تو پھر انھوں
نے بطور حیلہ کہا کہ

'ہاں اس امیر کو اس کے پیچھے سے مت مار'

اور وہاں کوئی آدمی نہ تھا - کافر نے اپنا منہ پیچھے کی طرف پھیرا، اس وقفہ میں
رحقیقت اس کے بازو کی قوت کمزور پڑگئی - انھوں نے اپنے کو اس سے رہائی دلائی اور خنجر
سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس مقابلہ کے بعد کفار کو شکست ہوئی اور اسلام کا لشکر مظفر
ومنصور اپنے پڑاؤ پر آیا۔

تین دن کے بعد ایک بڑھیا ان کا نام پوچھتی پوچھتی ان کے خیمہ پر آئی اور کہا کہ میں
ن تینوں مقتولوں کی ماں ہوں - میں سمجھتی تھی کہ دنیا میں کوئی شخص میرے بیٹوں سے زیادہ
شجاع اور بہادر نہیں ہے۔ خدا کی تجھ پر رحمت ہو کہ تو سب سے بہتر ہے۔ میں نے
ن کے بجائے تجھے فرزند اختیار کیا - میری یہ خواہش ہے کہ تو مجھے اپنی ماں کہے اور کچھ
دنوں گاؤں میں میرے پاس رہے تاکہ تجھے خوب دیکھوں[1] اور مقتولوں کی طرف سے تسلی
اؤں۔

انھوں (وجیہ الدین) نے اپنے خادم سے کہا کہ میرے گھوڑے پر زین کسو - اُن
ے اعزہ کے گروہ میں سے جو ان کے بھائی بند تھے وہ مانع ہوئے اور کہا کہ تعجب ہے کہ تم
جیسا عقل مند آدمی اس قسم کی حرکت کرے وہ اس جماعت کے منع کرنے کو کسی شمار میں
نہ لائے۔ اس گروہ نے (سب کیفیت) سید حسین کو بتائی۔ سید حسین نہایت عجلت کے ساتھ
ان کے خیمے میں آئے اور مؤکد قسم دلاکر ان کو اس طرف جانے سے باز رکھا۔

جب انھوں نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو انھوں نے اس بڑھیا کو بلایا اور کہا کہ اے

---

[1] در نسخہ مجتبائی "سیر بینم" و در نسخہ الف "پسر بینم"

ماں ! یہ لوگ مجھے نہیں چھوڑتے کہ میں (تیرے ساتھ) چلوں۔ لیکن کچھ روز کے بعد تیرے گاؤں میں آؤں گا۔ کچھ دنوں کے بعد جب احباب غافل ہوگئے تو وہ سوار ہوکر اس بڑھیا کے گھر پہنچ گئے۔ وہ بڑھیا ایسی محبت، اخلاص اور تعظیم سے پیش آئی کہ حقیقی والدہ (اور اس) میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا تھا۔

حضرت والد (شیخ عبدالرحیم) نے فرمایا کہ بارہا میں اس کے یہاں جاتا رہا۔ میں اس کو دادی کہتا تھا اور وہ محبت میں کمی نہیں کرتی تھی بلکہ میں نے اپنی دادی کو نہیں دیکھا تھا او بچپن میں، میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس بڑھیا کے علاوہ میری دوسری دادی بھی ہے [1]

شاہ شجاع کی لڑائی میں شرکت

ان (شیخ وجیہ الدین) کا یہ بھی واقعہ ہے کہ والد صاحب نے فرمایا کہ جب عالمگیر بادشا ہوا تو اس کے بھائی شاہ شجاع نے بنگالہ کی طرف خروج کیا۔ عالمگیر اس سے لڑنے کے لئے متوجہ ہوا اور (شیخ وجیہ الدین) بھی عالمگیر کے لشکر میں تھے سخت لڑائی ہوئی دو لشکر تیار ہوئے۔ آخر دو تین مست ہاتھیوں نے شاہ شجاع عالمگیر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ ہر ہاتھی کے پیچھے زرہ پوشوں کی ایک جماعت تھی۔ جب یہ صورت ظہور پذیر ہوئی تو عالمگیر کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا۔ اور ہر ایک کسی (نہ کسی) طرف کو چلا گیا۔ عالمگیر کے ہاتھی کے اردگرد بہت تھوڑے سے آدمیوں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔

اس وقت میرے والد (شیخ وجیہ الدین) علیہ الرحمہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ ان ہاتھیوں میں سے کسی ایک پر حملہ کر دیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ جان دینے کا وقت ہے ایسے موقعہ پر استقامت ہر کسی سے ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ ہاں جو کوئی علٰحدگی چاہتا ہے اسے میری طرف سے اجازت ہے۔ سوائے چار آدمیوں کے اکثر ساتھیوں نے علٰحدگی اختیار کر لی۔

فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے رفیقوں میں سے کوئی ہماری محبت میں شریک ہوگا، تو ہم

---

[1] اس واقعہ سے غیر مسلموں کے ساتھ ان کے تعلقات کا اندازہ ہوتا ہے۔

چار آدمی ہوں گے ۔ ان چار آدمیوں نے ان کے شکار بند کو مضبوطی سے پکڑا اور آپس میں طے کیا کہ جہاں کہیں وہ (شیخ وجیہ الدین) ہوں گے ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے ۔ اس کے بعد اس ہاتھی پر جو زیادہ سرکشی کر رہا تھا، حملہ کر دیا اور توقف کیا ۔ یہاں تک کہ ہاتھی نے اپنی سونڈ کو ان کی طرف اٹھایا اور چاہا کہ ان کو گھوڑے سے اٹھا دے یا گرا دے ، اس وقت انہوں نے تلوار کے ایک حملہ سے اس کی سونڈ کو نیچے کی طرف سے کاٹ ڈالا ، ہاتھی ایک خوفناک آواز نکال کر بھاگا اور اس کا نقصان اس کی جماعت کو ہوا ۔ یہ پہلی فتح تھی[1] عالمگیر نے اس معاملہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور فتح کے بعد چاہا کہ ان کے منصب کو زیادہ کر دے ۔ انہوں نے استغنار اختیار کیا اور قبول نہ کیا ۔

سید شہاب الدین کی سرزنش

ان کے واقعات میں یہ بھی ہے کہ (شیخ عبدالرحیم) فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ سید شہاب الدین کو بادشاہ کی طرف سے محاسبہ پیش آیا وہ اس کے کفیل (ضامن) بن گئے اور جب اس نے رقم کے ادا کرنے میں تساہل کیا تو پھر ان (شیخ وجیہ الدین) سے مطالبہ کیا گیا ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اس (شہاب الدین) سے گفتگو کی ، اس نے کہا کہ میرے پاس روپیہ بالکل نہیں ہے ، تلوار حاضر ہے ۔

انہوں نے یہ سن کر تبسم کیا اور کہا کہ شمشیر پکڑنا آسان ہے مگر اس کی ذمہ داری سے برآنا مشکل ہے ۔ اس کی غیرت حرکت میں آئی ۔ اس نے ان پر خنجر چلایا جس کو انہوں نے

---

[1] جادو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب 'ہسٹری آف اورنگ زیب' جلد دوم میں شجاع کے مقابلہ اور جنگ کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور اس سلسلہ میں : نیسویں اور تیئیسویں باب میں بہت تفصیل بیان کی ہے اس میں اورنگ زیب کے وقار، تحمل ، تہجد گزاری اور رجوع الی اللہ کا اکثر ذکر کیا ہے حالانکہ جادو ناتھ سرکار نے موقعہ بے موقعہ اپنے تعصب کا اظہار کیا ہے مگر ان ابواب میں کہیں اس بیان کا تاثر نہیں ملتا ۔
(ہسٹری آف اورنگ زیب از جادو ناتھ سرکار جلد دوم باب انیس وتیئیس ، کلکتہ ۱۹۱۲ء)

بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور سیدھے ہاتھ سے اس کے طمانچہ مارا وہ اوندھا ہوکر زمین پر گر گیا اور بے ہوش ہوگیا۔

ایک خادم سے انہوں نے فرمایا کہ اس کو رسی سے باندھ دے۔ اور اس کے گھوڑے اور اونٹوں کو طویلے سے لے آئے۔ ایک ساعت کے بعد اسے ہوش آیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تیرا ڈینگیں مارنا کہاں گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی کمی نہیں کی ہتھیار ہاتھ میرے ہاتھ سے پہلے حرکت میں آگیا۔ مجھے سخت چوٹ آئی۔ میں بے ہوش ہوگیا اس میں میری کیا تقصیر ہے۔ فرمایا تو ٹھیک کہتا ہے خادم کو یہ اشارہ کیا کہ رسی اس سے علٰحدہ کردے۔ اور اس کے ہاتھ میں خنجر دے دے۔ اس نے (خنجر) لے لیا اور چاہا کہ حملہ کرے۔ اس کے جسم پر رعشہ طاری ہوگیا اور وہ حملہ نہ کرسکا حضرت (شیخ عبدالرحیم) نے یہ واقعہ خود اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔

قوتِ قلب کا مظاہرہ

ان ہی کے واقعات میں سے ہے کہ حضرت (شیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ میرے والد کے قلب کی قوت اس حد تک تھی کہ کسی لڑائی میں سخت مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے کثیر جماعت مقتول ہوئی اور آخر فتح مسلمانوں کو ہوئی جب مسلمانوں کا سردار اپنے ٹھکانے پر پہنچا تو رات کے وقت اس لشکر کے سردار کی ایک جماعت نے اس کے حضور میں مقتولوں کی تعداد کے متعلق مناظرہ کیا۔ ہر ایک نے رائے ظاہر کی۔ انہوں (شیخ وجیہ الدین) نے کہا کہ میرے خیال میں آتا ہے کہ معرکہ میں دونوں طرف کے دوسو آدمی (کام آئے) ہوں گے۔ یا اس تعداد سے پانچ زیادہ یا پانچ کم ہوں گے۔ اور جو لوگ شکست کھاکر بھاگ گئے ان کا حال معلوم نہیں۔

حاضرین نے تعجب کیا۔ اس جماعت کے تعجب کرنے سے ان کے دل میں فکر پیدا ہوئی اور چاہا کہ حقیقت حال پر مطلع ہوں۔ وہ اس مجلس سے ایسے اٹھے جیسے کوئی قضائے حاجت کو جاتا ہے۔ اور اس اندھیری رات میں جب کہ بادل اور بجلی گرج رہی تھی میدانِ جنگ کی طرف چل پڑے اور بہت احتیاط کے ساتھ ان (مقتولین) کو شمار کیا۔ اسی دوران ان کا ہاتھ ایک زخمی پر پڑا کہ جس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ اس نے چیخ ماری۔ انہوں نے اس کو تسلی دی اور اس کو اپنا نام بتایا۔

اس کے بعد ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کچھ لڑائی گاؤں کے درمیان میں بھی ہوئی تھی، اس کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ اور ان مقامات کو خوب دیکھا جہاں احتمال تھا، اسی دوران میں ان کا ہاتھ ایک بڑھیا پر پڑگیا کہ جو لڑائی کے وقت ایک گوشہ میں چھپ گئی تھی۔ اس نے بھی چیخ پکار کی۔ اس کو بھی انہوں نے تسلی دی اور اس کو بھی اپنا نام بتلایا۔

مقتولین کی تعداد ان (شیخ وجیہ الدین) کے کہنے کے مطابق نکلی۔ وہ لشکر میں واپس آئے اور اس مجلس کو اسی طرح (بیٹھا ہوا) پایا۔ جو کچھ انہوں نے کیا تھا اور دیکھا تھا وہ (اس مجلس کو) بتایا۔ اس بات سے ان کو اور بھی تعجب ہوا۔ اس سردار نے تقریباً سو آدمی مشعلوں کے ساتھ مقرر کیے تاکہ وہ مقتولین کو شمار کریں اور ان دونوں آدمیوں کو لاویں۔ یہ جماعت اس وقت اور مقام کی ہیبت کی وجہ سے نہیں چاہتی تھی کہ جائے، بالآخر میدان جنگ کو روانہ ہوئی۔ مقتولین کو شمار کیا اور ان دونوں آدمیوں کو لائی۔ ان (شیخ وجیہ الدین) کے کہنے کے موافق ظاہر ہوا اور اُن دونوں نے (جن کو وہ ساتھ لائے تھے) ان (شیخ وجیہ الدین) کے نام سے (لوگوں کو) مطلع کیا۔ ان کے اس طرح کے نوادر اور واقعات بہت سے ہیں۔

القلیل یُنبئ عن الکثیر — قلیل کثیر کی خبر دیتا ہے۔
والغرفة یحکی عن البحر الکبیر — تھوڑا سا پانی بڑے سمندر کو بتاتا ہے۔

اولاد شیخ رفیع الدین محمد بن قطب عالم بن شیخ عبدالعزیز کی لڑکی کے ساتھ ان (شیخ وجیہ الدین) کی شادی ہوئی تھی (جس سے) تین لڑکے پیدا ہوئے۔

(۱) مخدومی شیخ ابوالرضا محمد۔ (۲) مخدومی شیخ عبدالرحیم۔
(۳) مخدومی شیخ عبدالحکیم۔

شہادت والد صاحب (شیخ عبدالرحیم) فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد ایک رات تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے (ان کو) ایک سجدے میں بہت دیر ہوئی یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ ان کی روح ان کے جسم سے نکل گئی۔ جب حالت درست ہوئی تو اس بہت دیر (کے سجدے) کے بارے میں میں نے سوال کیا۔ فرمایا کہ مجھے غیبت تع

ہوئی اور وہاں مجھے اپنے ان عزیزوں کے بارے اطلاع ملی جو شہید ہوگئے تھے۔ ان کے حالات وواقعات مجھے بہت پسند آئے اور میں نے حضرت حق سبحانہ کی جناب سے شہادت کی درخواست کی اور بہت زیادہ گڑگڑایا یہاں تک کہ مجھ پر قبولیت ظاہر ہوگئی اور دکن کی طرف کا حکم ہوا کہ شہادت کی جگہ وہاں ہے۔

اس واقعہ کے بعد از سرنو سفر کا اسباب مہیا کیا۔ حالانکہ نوکری چھوڑ چکے تھے اور اس کام سے ایک نفرت سی ہوگئی تھی گھوڑا خریدا اور اس طرف (دکن) کو چل دیئے اور ان کو یہ گمان ہوا کہ 'سیوا' سے (مقابلہ کا اشارہ) ہوگا کہ جو اس وقت کفار کا سردار تھا[۱] اور جس سے مسلمانوں کے قاضی کی نسبت بہت سخت بے حرمتی ظہور میں آئی تھی[۲]

جب وہ برہان پور پہنچے تو ان کو منکشف ہوا کہ وہ شہادت کے مقام کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ اسی طرف واپس لوٹے، اثنائے راہ میں بعض تاجروں کے ساتھ انہوں نے موافقت کا عہد باندھا۔ جو (تاجر) اصلاح وتقوی سے آراستہ تھے اور یہ ارادہ کیا کہ قصبہ 'ہنڈیا' کے راستہ سے ہندوستان کو آئیں۔ اسی دوران میں ایک بوڑھا آدمی (ان کے) سامنے آیا کہ جو گرتا پڑتا چلا جارہا تھا۔ انہوں نے اس کے حال پر رحم کیا اور اس سے مقصد پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ دہلی جاؤں۔ انہوں (الشیخ وجیہ الدین) نے فرمایا کہ میرے ملازموں سے تین پیسے یومیہ لو۔ وہ بوڑھا کافروں کا جاسوس تھا۔

جب وہ لوگ 'نونبریا'[۳] کی سرائے میں پہنچے کہ جو دریائے نربدہ سے دو تین منزل ہندوستان کی طرف ہے۔ جاسوس نے اپنے بھائیوں (ساتھیوں) کو خبر کردی۔ سرائے میں ڈاکوؤں کی ایک جماعت آگئی۔ اور وہ (الشیخ وجیہ الدین) اس وقت قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھے۔ اس گروہ میں سے تین آدمی آگے بڑھے (اور پوچھا) کہ وجیہ الدین کون

---

[۱] سیواجی کا انتقال ۴ اپریل ۱۶۸۰ء کو ہوا لہذا اس سے قبل کا یہ واقعہ ہوگا۔

[۲] اس واقعہ کی تفصیل نہیں دی۔

[۳] در نسخہ الف تو تیڑیا۔

ہے! جب انہوں (ڈاکوؤں) نے پہچان لیا تو کہا کہ ہمیں تم سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ مال بھی نہیں ہے۔ اور ہماری جماعت میں سے ایک آدمی پر تمہارا حق نمک (احسان) بھی ہے لیکن یہ تاجر اپنے ساتھ فلاں فلاں مال رکھتے ہیں۔ ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

چونکہ اس سفر کا اصلی سبب ان (الشیخ وجیہ الدین) کو معلوم تھا۔ لہٰذا وہ اس رفاقت کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے۔ اور قتل و غارت گری کو روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ اسی دوران میں ان کو بائیس زخم آئے اور ایک زخم سے ان کا سر تن سے جدا ہوگیا۔ اس کے باوجود تکبیر کہتے ہوئے انہوں نے پچاس قدم تک کفار کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد ایک عورت یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئی اسی وقت وہ گر پڑے اور وہیں وہ دفن ہوئے[1]

حضرت والد (الشیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ ایک دن وہ نظر آئے اور زخموں کے مقامات دکھلائے۔ میں (الشیخ عبدالرحیم) نے ان کے ثواب کے لئے کوئی چیز صدقہ دے دی۔ اور (الشیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ میں چاہتا تھا کہ ان کے جسم کو منتقل کروں کہ ایک اور مرتبہ وہ (الشیخ وجیہ الدین) نظر آئے اور اس بات سے منع کیا۔ ان (الشیخ وجیہ الدین) کے قتل کی خبریں حد سے زیادہ مشہور ہیں۔

---

[1] خلیفۂ اول جماعت احمدیہ قادیان حکیم نورالدین (ف ۱۹۱۴ء) نے لکھا ہے:

"اسی راستہ (گنہ چھاؤنی سے بھوپال جاتے ہوئے تھوڑے فاصلہ) میں، میں نے حضرت شاہ وجیہ الدین کے (جو شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب کے بڑے تھے) گنجِ شہیداں کو دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے میں بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں شاہ صاحب (وجیہ الدین) کو 'کنگن ولی' کہتے ہیں"

(مرقاۃ الیقین فی حیوٰۃ نورالدین، مرتبہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ص ۲۸ طبع لاہور، احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام، لاہور)